مولانا ذاکر حسن نعمانی

روایت حدیث میں اسناد کی اہمیّت

اسناد کا مادہ سند ہے۔ اعتماد اور بھروسہ کے معنیٰ میں استعمال ہوتا ہے۔ ہر حدیث کے دو ٹکڑے سے ہوتے ہیں۔ ایک متن اور ایک سند۔ راویوں کا متصل سلسلہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک سلسلہ اسناد کہلاتا ہے۔ جس کی وجہ سے حدیث مضبوط اور محکم ہو جاتی ہے۔ دنیاوی امور میں بھی جب سلسلہ اسناد صحیح اور متصل ہو تو بات کا بھروسہ زیادہ ہوتا ہے۔ ورنہ وہ امر قابل قدر نہ رہے گا۔ دنیاوی امور میں کوئی سلسلہ اسناد کی چھان بین نہ بھی کرے تو اتنا نقصان نہیں جتنا کہ دین کا نقصان ہوتا ہے۔ کیونکہ دین کا معاملہ بڑا نازک ہے۔ اس پر کفر اور ایمان کا مدار ہے۔ دنیاوی حقائق سے اگر کوئی انکار کرے یا غلط مفروضہ قائم کرے تو اس کو پاگل اور غلطی کرنے والا کہہ سکتے ہیں لیکن کافر نہیں کہہ سکتے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اکثر حدیثیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بلا واسطہ سنیں تھیں اور خیر القرون کا زمانہ تھا۔ دین اور اسلام پر سو فیصد چلنے والے تھے۔ دین کے خلاف معمولی بات بھی ناقابل برداشت تھی۔ اس لیے اُن کے مبارک دور میں اسناد کی اتنی ضرورت نہیں تھی جتنی کہ بعد کے دور میں پیدا ہوئی۔ کیونکہ جھوٹ کا رواج چل پڑا تھا۔ آہستہ آہستہ خیر القرون سے دوری ہوتی گئی۔ فتنے شروع ہونے لگے۔

دشمنان اسلام اپنی طرف سے احادیث بناتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرتے۔ جس کی وجہ سے صحیح اور موضوع حدیث کے مابین فرق مشکل ہونے لگا۔ اس لیے محدثین عظام نے اسماء الرجال اور سلسلہ اسناد پر خوب محنت کی۔ جس کی وجہ سے علوم الحدیث یعنی اصول حدیث اور اسماء الرجال کی کتابیں وجود میں آئیں متن اور اسناد کی چھان بین کی۔ جس کی وجہ سے احادیث کی بہت قسمیں بن گئیں۔ علامہ ابن کثیر نے الباعث الحثیث میں تقریباً پینسٹھ قسمیں ذکر کی ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کے مبارک دور میں سند کی چھان بین اتنی نہ تھی لیکن قبول حدیث کے سلسلے میں احتیاط غایت درجے کی تھی۔

فہم قرآن میں علامہ سعید احمد اکبر آبادی نے ایک واقعہ نقل کیا ہے۔ بشیر العدوی کہتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور اُن کے سامنے روایت بیان کرنے لگا۔ لیکن ابن عباس رضؓ نے اس پر کوئی توجہ نہ کی۔ میں نے کہا ابن عباس میں دیکھتا ہوں کہ آپ میری حدیث نہیں

سنتے فرمایا ایک زمانہ تھا کہ جب کوئی شخص ہمارے سامنے قال رسول اللہ کہتا تو ہماری نگاہیں فوراً اس کی طرف اٹھ جاتیں اور ہم بڑی توجہ سے وہ روایت سنتے تھے اب جب کہ لوگوں نے خلط ملط کر دیا ہم اُن سے صرف وہی روایت قبول کرتے ہیں جنہیں ہم جانتے ہیں۔

اسی احتیاط کی وجہ سے بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہ بہت قلیل الروایۃ ہیں۔ جلیل القدر صحابہؓ سے بہت کم روایات مروی ہیں۔ یہ اُن کا احتیاط تھا کہ نقل حدیث میں غلطی نہ ہو جائے۔ اسی احتیاط کی وجہ سے جب کوئی ثقہ شخص بھی حدیث بیان کرتا تو اس کو بغیر شہادت کے قبول نہ کرتے۔ شہادت کے بعد اس حدیث کا درجہ یعنی ثبوت قطعی ہو جاتا تو اس پر سختی سے عامل ہو جاتے۔ سعید احمد اکبر آبادی نے ایک اور واقعہ بھی نقل کیا ہے۔ کہ حضرت عمرؓ نے ایک مرتبہ مسجد کی توسیع کے لیے حضرت عباسؓ سے زمین طلب کی انہوں نے انکار کر دیا۔ اور حدیث بیان کی کہ آپ زیادتی نہیں کر سکتے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس پر گواہ پیش کیجئے ورنہ اچھا نہ ہوگا۔ حضرت عباسؓ نے جماعت انصار سے اس کا ذکر کیا حضرت عمرؓ کے سامنے اُن لوگوں نے تصدیق کی کہ ہاں یہ حدیث صحیح ہے۔ خلیفہ دوم نے یہ سن کر فرمایا انی لم اتھمک ولکن احببت ان اتثبت یعنی میں نے تصدیق کے لیے ایسا کیا ہے یہ مطلب نہیں کہ آپ ناقابل اعتبار ہیں۔ تو صحابہ کرامؓ کے مبارک دور میں حدیث کی تصدیق کے لیے شہادت تھی۔ تابعین کے دور میں سلسلہ اسناد قائم ہو۔ سب بڑے بڑے محدثین اور آئمہ سند کے بغیر حدیث قبول نہیں کرتے تھے۔

ایک مرتبہ امام زہری جن کی فراست و ثقاہت میں کوئی کلام نہیں کر سکتا انہوں نے سفیان بن عینیہ سے ایک حدیث بیان کی اور اس کے ساتھ اسناد بھی بیان کرنی شروع کر دی۔ تو سفیان بولے آپ سند رہنے دیجئے امام زہریؒ نے فرمایا کہ آپ بغیر سیڑھی کے چھت پر چڑھنا چاہتے ہیں۔ مقدمہ مسلم شریف سے سلسلہ اسناد اور اس کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے۔ ایک جگہ مذکور ہے عن محمد بن سیرین قال ان ھذ العلم دین فانظر واعمن تأخذون دینکم۔ یعنی دیکھو یہ علم دین تم کس سے حاصل کرتے ہو ابن سیرین کا ایک اور قول ملاحظہ فرمائیں لم یکونوا یسئلون عن الاسناد فلما وقعت الفتنۃ قالوا سموالنا رجالکم فینظر الی اھل السنۃ فیوخذ حدیثھم و ینظر الی اھل البدعۃ فلا یوخذ حدیثھم

یعنی جب فتنے واقع ہونا شروع ہوئے تو رجال کے بارے میں جاننا ضروری ہوگیا تاکہ اہل سنت اور اہل بدعت کا فرق واضح ہو جائے۔ اور اہل سنت کی حدیث قبول کی جائے اور اہل بدعت کی چھوڑ

دی جائے ۔صاحب فہم قرآن نے سفیان ثوری کا قول نقل کیا ہے ۔کہ راویوں نے جھوٹ کی آمیزش شروع کر دی تو ہم نے تاریخ سے کام لینا شروع کر دیا مقدمہ مسلم میں ہے ۔ سعد بن ابراہیم یقول لایحدث عن رسول اللہ الا الثقات ۔ ثقہ حضرات ہی آپ ؐ سے احادیث نقل کرتے ہیں ۔ عبد اللہ بن مبارک کا مشہور قول ہے ، الاسناد من الدین ۔یعنی اسناد دین سے ہے ۔

فرماتے ہیں ۔ ولولا الاسناد لقال من شاء ماشاء ۔ اگر سلسلہ اسناد نہ ہوتا تو جو شخص جو چاہتا وہی کہتا اسناد کی وجہ سے آدمی محتاط رہتا ہے ۔ کیونکہ سلسلہ اسناد کی وجہ سے اس کی غلطی پکڑی جاتی ہے ۔ جھوٹ بولے گا یا کسی راوی کو حذف کرے گا ۔

علامہ ابن صلاح فرماتے ہیں اصل اسناد اس امت کے خصائص میں سے ہے اور سنن مؤکدہ میں سے ایک بہت بڑی سنت ہے ائمہ حدیث کو اسناد عالی کرنے کی بڑی طلب ہوتی تھی ۔ مرتے دم تک اس کی فکر رہتی تھی ۔

یحییٰ بن معین سے کسی نے انتقال کے وقت پوچھا کہ کیا تمنا ہے ۔ فرمایا ایک تنہا مکان اور عالی اسناد حافظ نیشاپوری نے معرفت علوم الحدیث میں ذکر کیا ہے کہ طلب الاسناد العالی سُنّۃ صحیحۃ ، یعنی اونچی سند طلب کرنا سنت ہے ۔ پھر اس پر احادیث نقل کی ہیں ۔

سفیان ثوری فرماتے ہیں کہ اسناد اہل ایمان کا ہتھیار ہے ۔ وہ شخص کیسے لڑ سکتا ہے جس کے پاس ہتھیار نہ ہو ۔ امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ اسناد کے بغیر احادیث جمع کرنے والا ، رات کو لکڑیاں جمع کرنے والے کی طرح ہے ۔ عجب نہیں بے خبری میں ایسا گٹھا اٹھائے جس میں سانپ ہو ۔

(بقیہ ص ۶۳ سے)

" سیرت النبیؐ اور ہماری زندگی " " غریبوں کی تحقیر نہ کیجئے " " نفس کی کش مکش " " قسطوں پر خرید و فروخت " اسی مفید سلسلہ کی تازہ مطبوعات ہیں جو سہل ، سلیس ، دلچسپ ، مؤثر ، جامع اور واقعۃً اصلاح باطن کا نسخہ ء کیمیا اثر ہیں مولانا محمد عبداللہ میمن ہدیۂ تبریک کے مستحق ہیں کہ وہ ضبط و ترتیب کی کاوش کے ساتھ عمدہ ترین طباعت کا اہتمام بھی کرتے ہیں اور اس میں وہ کامیاب بھی ہیں کاش ! تمام دینی لٹریچر اسی طرح کی عمدہ طباعت کے ساتھ منظر عام پر آتا ہے مولانا میمن کو اس میں سبقت حاصل ہے ۔